علامہ زیلعیؒ کی کتاب ’’نصب الرأية‘‘ تعارف اورمنہجِ تخریج

مفتی ابوالخیر عارف محمود
مدرسہ فاروقیہ، گلگت

اس وقت احادیث کی تخریج پر مشتمل سب سے مشہور کتاب ’’نصب الرأية لأحاديث الهداية‘‘ ہے۔ یہ مشہور حنفی فقیہ ومحدث علامہ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف زَیلعی (المتوفی: ۷۶۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں علامہ زیلعیؒ نے مشہور حنفی فقیہ علامہ علی بن ابوبکر مَرغینانیؒ (المتوفی: ۵۹۳ھ) کی فقہ حنفی میں تصنیف کردہ مشہور کتاب ’’الهداية‘‘ میں استشہاد کردہ احادیث کی تخریج کی ہے۔

علامہ زیلعیؒ کا مختصر تعارف

آپ کا نام نسب یوں ہے: حافظ متقن جمال الدین ابومحمد عبد اللہ بن یوسف زَیلَعی حنفی (المتوفی: ۷۶۲ھ)، آپ کو زَیلَعی ’’زَیلَع‘‘ شہر کی نسبت سے کہا جاتا ہے، جو کہ حبشہ کے ساحلی علاقہ میں واقع ہے، اس میں ایک بندرگاہ بھی ہے، آج کل یہ صومالیہ کا حصہ ہے۔ علامہ زیلعیؒ نے ایک علمی ماحول میں پرورش پائی، پہلے فقہ کا علم حاصل کیا اور اس میں مہارت حاصل کی، پھر حدیث کی طلب میں لگے اور خوب اہتمام سے علمِ حدیث حاصل کیا اور اپنے وقت کے کبار شیوخ سے حدیث کا سماع کیا اور فاضل ہوئے اور حدیث کے جمع وتالیف میں لگے۔ (۱)

آپ کے مشہور شیوخ

آپ کے مشہور شیوخ میں ’’كنز الدقائق‘‘ کے شارح علامہ فخر زیلعیؒ اور قاضی علاء الدین ترکمانیؒ ہیں۔

علامہ زیلعیؒ اور علامہ عراقیؒ کا تخریجِ حدیث کے لیے اجتماعی مطالعہ

آپ نے کتبِ حدیث کے مطالعہ کو لازم پکڑا، یہاں تک فقہ حنفی کی مشہور کتاب ’’الهداية‘‘ اور تفسیرِ

کشاف کی احادیث کی انتہائی استیعاب کے ساتھ تخریج کی۔ مزے کی بات یہ ہے علامہ زیلعیؒ اور علامہ عراقیؒ نے جن کتابوں کی احادیث کی تخریج کی ہے، اس کے لیے دونوں مل کر کتبِ احادیث کا مطالعہ کیا کرتے تھے، علامہ زمخشری کی تفسیر ''الکشاف'' کی احادیث کی تخریج پر مشتمل ایک اور کتاب ''تخريج أحاديث الكشاف'' بھی تصنیف کی۔ علامہ زیلعیؒ ۷۶۲ھ کو قاہرہ (مصر) میں فوت ہوئے اور وہیں پر دفن ہوئے۔ (۲) رحمه الله رحمةً واسعةً.

عمدہ ترین کتابِ تخریج

''نصب الرأية'' کتبِ تخریج میں عمدہ ترین کتاب ہے، اگر اسے عمدہ ترین نہ شمار کیا جائے تو بھی یہ طرقِ حدیث اور کثیر کتبِ حدیث میں ان کے مقام کی نشاندہی پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے اَنفع ہے، اس کے ساتھ ہی حدیث کی سند کے رجال سے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال بھی شافی وکافی طور پر بیان کیا ہے کہ میرے علم کے مطابق ان سے پہلے کسی نے ایسے بیان نہیں کیا ہے۔

علامہ زیلعیؒ کا حدیث اور علومِ حدیث میں تبحُّر

علامہ زیلعیؒ کے اس منہج اور علوم سے بعد میں آنے والے اصحابِ کتبِ تخریج خاص طور پر حافظ ابن حجرؒ نے استفادہ کیا ہے۔ شیخ کی کتاب ''نصب الرأية'' حدیث اور علومِ حدیث میں ان کے تبحُّر اور مصادرِ کثیرہ کے بارے میں وسعتِ اطلاع پر دلالت کرتی ہے۔ علامہ سید محمد بن جعفر کتانیؒ نے ''الرسالة المستطرفة'' میں اس کتاب کے بارے میں فرمایا کہ: یہ انتہائی مفید تخریج ہے، ان کے بعد آنے والے ہدایہ کے شراح نے اس سے مدد لی ہے، بلکہ حافظ ابن حجرؒ نے بھی اپنی تخریج کردہ کتب میں علامہ زیلعیؒ کی تخریج سے بکثرت مدد لی ہے۔ (۳) یہ علامہ زیلعیؒ کا فنِ حدیث اور اسماء الرجال میں تبحُّر اور فروعِ حدیث میں ان کی وسعتِ نظری کے کمال کی دلیل وگواہی ہے۔ (۴)

علامہ زیلعیؒ کا طریقۂ تخریج

علامہ زیلعیؒ کا ''نصب الرأية'' میں تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ آپ پہلے صاحب ہدایہ کی ذکر کردہ حدیث کی عبارت ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے بعد تمام طرق ومواضع کے استقصاء کے ساتھ اصحابِ کتبِ حدیث وغیرہ میں سے جس جس نے اس کی تخریج کی ہے، اس کو بیان کرتے ہیں، پھر ان احادیث کو ذکر کرتے ہیں جو صاحب ہدایہ کی ذکر کردہ حدیث کے معنی کے لیے شاہد اور مؤید ہوتی ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ ان احادیث کی تخریج کس کس محدث نے کی ہے، بطور تائید وشاہد ذکر کرنے والی احادیث کے لیے ''أحاديث

الباب‘‘ کا رمز اختیار کرتے ہیں، پھر اگر وہ مسئلہ ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلافی ہو تو حنفیہ کے برخلاف موقف اختیار کرنے والے ائمہ نے جن احادیث سے استشہاد کیا ہے انہیں بھی ذکر کرتے ہیں، ان احادیث کے لیے ’’أحادیث الخصم‘‘ کا رمز و عنوان اختیار کرتے ہیں اور یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ کن کن محدثین نے وہ روایت نقل کی ہے۔ علامہ زیلعیؒ یہ سارا عمل نہایت صاف اور بے داغ طریقہ اور کمالِ انصاف سے انجام دیتے ہیں، کسی بھی طرح کا مذہبی تعصب وغیرہ انہیں حق بات سے دائیں بائیں نہیں کرسکا۔

’’نصب الرأیة‘‘ طبعات

یہ کتاب دو دفعہ طبع ہو چکی ہے، ان میں سے پہلی طباعت اس صدی کے اوائل میں ہندوستان میں ہوئی، لیکن یہ طباعت اسانید اور متن دونوں میں اغلاط سے بھری ہوئی ہے، اس میں بعض جگہ ایسی تصحیف اور سقط واقع ہوئے ہیں کہ اس طباعت پر اعتماد ممکن نہیں رہا۔ دوسری طباعت قاہرہ میں مجلسِ علمی پاکستان کی تصحیح اور اشراف کے ساتھ سنہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء کو دار المامون سے ہوئی، یہ چار جلدوں میں ایک عمدہ اور محقق طبع ہے۔ (۵)

تخریج میں ترتیبِ فقہی کی رعایت

اس کتاب کی احادیث کی تخریج کی ترتیب کتبِ فقہیہ کے ابواب کی ترتیب پر رکھی گئی ہے۔ کتاب کی ابتدا ’’کتاب الطهارة‘‘ کی احادیث کی تخریج سے ہوتی ہے اور ابوابِ فقہیہ کی ترتیب سے آخر تک گئی ہے۔ علامہ زیلعیؒ نے ابواب کی ترتیب میں اصل کتاب یعنی ہدایہ کے مصنف کی ترتیب کی پیروی کی ہے، اسی وجہ سے اس کی مراجعت انتہائی آسان ہے، اس لیے کہ مراجعت کرنے والا اگر اس حدیث کا موضوع اور باب معلوم کرے تو وہ اس باب میں مطلوبہ حدیث کی تخریج دیکھ سکتا ہے۔

علامہ زیلعیؒ کے طریقۂ تخریج کے ذیل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اس کتاب کو تخریجِ احادیثِ احکام کے سلسلہ میں ایک ضخیم انسائیکلو پیڈیا جانا جاتا ہے، خواہ ان احادیث سے حنفیہ نے استدلال کیا ہے یا ان کے علاوہ دیگر اصحابِ مذاہبِ متبوعہ نے استدلال کیا ہے۔ یہ ایک عظیم خصوصیت ہے جس کی وجہ سے یہ جلیل القدر کتاب دیگر کتابوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے اس کتاب کے مصنف علامہ زیلعیؒ کو بہترین جزا عطا فرمائے، آمین۔

کتاب میں سے تخریج کی ایک مثال

اس کتاب میں سے تخریج کا ایک نمونہ و مثال ملاحظہ کیجیے! یہ مثال اس حدیث کی تخریج سے متعلق ہے جس میں کپڑے پر منی لگ جائے تو پاک کرنے کی کیفیت بیان کی گئی ہے:

ذیل میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ علامہ زیلعیؒ نے منی کے نجس ہونے یا پاک ہونے کے اختلافی مسئلہ کے بارے میں ہدایہ میں وارد احادیث کی تخریج کرتے ہوئے اپنے منہج کے مطابق سب سے پہلے ''الحدیث الثالث'' کے عنوان سے صاحبِ ہدایہ کی نجاستِ منی سے متعلق ذکر کردہ نصِ حدیث کو بیان کیا، پھر اس پر غریب ہونے کا حکم لگایا، اس کے بعد یہ بتایا کہ امام دارقطنیؒ نے اپنی سنن میں اور امام بزارؒ نے اپنی مسند میں اس حدیث کو سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور ان دونوں کی سند کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا، اس کے بعد ابن الجوزیؒ کا اس حدیث اور اس کے طرق پر مفصل کلام نقل کیا ہے، ملاحظہ کیجیے:

ہدایہ میں ذکر کردہ نصِ حدیث

''الحديث الثالث : روي عن النبي ـ صلى الله عليه و سلم ـ أنه قال لعائشة رضي الله عنها في المني : '' فاغسليه إن كان رطبا، وافركيه إن كان يابسا.''

ترجمہ: ''تیسری حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کے بارے میں فرمایا کہ: اگر منی تر ہو تو اسے دھولو اور خشک ہو گئی ہو تو اسے کھرچ لو۔''

علامہ زیلعیؒ نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کو غریب قرار دیا اور فرمایا: ''قلت : غريب.''

اس کے بعد علامہ زیلعیؒ نے یہ بتایا کہ اسی طرح کی روایت امام دارقطنیؒ نے اپنی سنن میں اور امام بزارؒ نے اپنی مسند میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے، ملاحظہ کیجیے:

''وروى الدارقطني في ''سننه'' من حديث عبد الله بن الزبير: ثنا بشر بن بكر، ثنا الأوزاعي، عن يحيى بن سعيد، عن عمرة، عن عائشةؓ قالت: ''كنت أفرك المني من ثوب رسول الله ـ صلى الله عليه وآله وسلم ـ إذا كان يابسا، وأغسله إذا كان رطبا''. انتهى . ورواه البزار في ''مسنده'' وقال : لايعلم أسنده عن عائشة إلا عبد الله بن الزبير هٰذا، ورواه غيره عن عمرة مرسلا، انتهى.''

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھی اگر وہ تر ہوتی اور اسے دھو دیا کرتی اگر وہ خشک ہوا کرتی تھی۔ اسے امام بزارؒ نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور یہ فرمایا کہ وہ نہیں جانتے کہ اس روایت کے راوی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسنداً نقل کیا ہو۔ امام بزارؒ کے علاوہ بعض محدثین نے اسے حضرت عمرہؒ سے مرسلاً نقل کیا ہے۔''

اس کے بعد اس حدیث پر ''التحقيق'' سے علامہ ابن الجوزیؒ کا کلام نقل کیا ہے:

’’قال ابن الجوزي في ’’التحقيق‘‘ : والحنفية يحتجون على نجاسة المني بحديث رووه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنهٗ قال لعائشةؓ : ” اغسليه إن كان رطبا وافركيه إن كان يابسا ‘‘. قال : وهٰذا حديث لا يعرف، وإنما روي نحوه من كلام عائشةؓ، ثم ذكر حديث الدارقطني المذكور، والله أعلم.‘‘

’’ابن الجوزیؒ نے ’’التحقيق‘‘ میں فرمایا کہ حنفیہ منی کی نجاست پر اس حدیث سے حجت پکڑتے ہیں جسے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: اگر منی تر ہو تو اسے دھولو اور خشک ہوگئی ہو تو اسے کھرچ لو۔ یہ حدیث غیر معروف ہے، ہاں! البتہ اس طرح کی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام کے طور پر مروی ہے، اس کے بعد دارقطنیؒ کی مذکورہ بالا روایت ذکر کی، واللہ اعلم۔‘‘

حدیث کا ایک محمل اور اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’ومن الناس من حمل فرك الثوب على غير الثوب الذي يصلى فيه وهٰذا ينتقص بما وقع في ’’مسلم‘‘ : كنت أفركه من ثوب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فيصلي فيه. وعند أبي داود: ثم يصلي فيه. والفاء ترفع احتمال غسله بعد الفرك، وحمله بعض المالكية على الفرك بالماء، وهٰذا ينتقص بما في ”مسلم“ أيضا: لقد رأيتني وإني لأحكه من ثوب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بظفري، والله أعلم.‘‘

’’بعض لوگوں نے حدیث میں وارد کپڑے پر لگی منی کے کھرچنے کو نماز کے علاوہ پہنے جانے والے کپڑے یعنی سونے والے کپڑے پر محمول کیا ہے، ان کا یہ محمول کرنا صحیح مسلم میں وارد روایت سے ٹوٹ جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچتی تھی اور آپ اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ابوداود کی روایت میں فرمایا کہ پھر اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے، اس حدیث میں وارد ’’فيصلي‘‘ کا حرفِ فاء کھرچنے کے بعد دھونے کے احتمال کو ختم کرتا ہے، کیوں کہ حرفِ فاء کا تقاضا ہے کہ کھرچنے کے بعد نماز سے پہلے کسی اور عمل کا فاصلہ نہ ہو۔ بعض مالکیہ نے ان روایات کو پانی کے ساتھ کھرچنے پر محمول کیا ہے، جب کہ یہ بھی صحیح مسلم کی دوسری روایت سے ٹوٹ جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو اپنے ناخن سے کھرچتی تھی۔‘‘

اس کے بعد علامہ زیلعیؒ نے أحاديث الباب، حديث آخر، اور الآثار کے عنوان سے

مذکورہ بالا حدیث (حنفیہ کے مستدل) کے مؤیدات اور شواہد کو ذکر کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''- أحاديث الباب : روى البخاري ومسلم من حديث عائشةؓ أنها كانت تغسل المني من ثوب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فيخرج، فيصلي وأنا أنظر إلى بقع الماء في ثوبه، انتهى. قال البيهقي: وهٰذا لا منافاة بينه وبين قولها : كنت أفرك من ثوبه ثم يصلي فيه كما لا منافاة بين غسله قدميه ومسحه على الخفين، انتهى. وقال ابن الجوزي: ليس في هٰذا الحديث حجة لأن غسله كان للاستقذار لا للنجاسة.''

- حديث آخر إنما يغسل الثوب من خمس : سيأتي قريباً .

- الآثار : روى ابن أبي شيبة في ''مصنفهٖ'' حدثنا حسين بن علي عن جعفر بن برقان عن خالد بن أبي عزة قال : سأل رجل عمر بن الخطاب فقال : إني احتلمت على طنفسة، فقال : ''إن كان رطباً فاغسله وإن كان يابساً فاحككه وإن خفي عليك فارششه بالماء. انتهى.''

''احادیثِ باب: امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پہ لگی ہوئی منی کو دھویا کرتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کپڑے میں نماز کے لیے نکلتے اور نماز پڑھتے، جب کہ میں آپ کے کپڑے پر پانی کے دھونے کے نشان کو دیکھا کرتی تھی۔ امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ: اس حدیث میں اور سابقہ روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان: ''میں آپ کے کپڑے سے منی کو کھرچتی، پھر آپ اس میں نماز پڑھا کرتے'' میں کوئی منافات نہیں، جیسا کہ وضو میں بغیر موزوں کے پاؤں دھونے اور موزوں پر مسح کرنے والی روایات میں کوئی منافات نہیں، کیوں کہ دونوں الگ الگ حال پر محمول ہیں کہ جب منی تر ہوتی تو دھولیا کرتیں اور جب خشک ہوتی تو اسے اپنے ناخن سے یا کسی اور چیز سے کھرچ کر صاف کیا کرتی تھیں۔ ابن الجوزیؒ نے (اپنے فقہی مسلک کی رعایت کرتے ہوئے اس حدیث کا محمل بیان کرتے ہوئے) کہا کہ یہ حدیث منی کی نجاست پر استدلال کرنے والوں کے لیے کوئی حجت نہیں، کیوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دھونا میل کچیل دور کرنے کے لیے تھا، نہ کہ منی کے نجس ہونے کی وجہ سے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد اگر صرف میل کچیل دور کرنا تھا، نجاست کی وجہ سے نہیں دھویا تو وہ تو کھرچنے سے حاصل ہو جاتا ہے، پھر دھونے کی کیا ضرورت تھی؟ جب کھرچنے کی جگہ دھویا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ دھونا نجاست دور کرنے کے لیے تھا، جیسا کہ منی خشک ہونے کی وجہ سے یہ مقصد کھرچنے سے بھی حاصل ہو جایا کرتا تھا۔ (۶)

اس کے بعد ''حدیث آخر'' سے ایک اور حدیث کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ: یہ حدیث آگے آنے والی ہے کہ پانچ چیزوں سے کپڑے کو دھویا جاتا ہے، جن میں سے ایک منی بھی ہے۔ پھر ''الآثار'' کے عنوان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اثر نقل کیا کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: مجھے ایک ''طنفسة'' (چٹائی، قالین، دری) پر احتلام ہوا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ: اگر منی ابھی تک خشک نہیں ہوئی اور تر ہے تو اسے دھولو اور اگر خشک ہوگئی ہے تو اسے کھرچ لو اور اگر یہ تم پر مخفی ہو تو اس چٹائی پر پانی کی چھینٹیں مارو۔''

چوں کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے، اس لیے ''أحاديث الخصوم'' کے عنوان سے فریق مخالف کی مستدل احادیث اور ان کے مخرجین اور طرق اور ان پر کلام کو نقل کر رہے ہیں:

''- أحاديث الخصوم: روى أحمد في " مسنده " حدثنا معاذ بن معاذ أنبأ عكرمة بن عمار عن عبد الله بن عبيد بن عمير عن عائشةؓ قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلت المني من ثوبه بعرق الأذخر، ثم يصلي فيه، ويحته يابساً، ثم يصلي فيه. انتهى.

- حديث آخر: أخرجه الدارقطني في "سننه" والطبراني في "معجمه" عن إسحاق بن يوسف الأزرق عن شريك القاضي عن محمد بن عبد الرحمٰن عن عطاء عن ابن عباسؓ قال : سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن المني يصيب الثوب قال : "إنما هو بمنزلة المخاط أو البزاق، وقال : إنما يكفيك أن تمسحه بخرقة أو بأذخرة." انتهى. قال الدارقطني: لم يرفعه غير إسحاق الأزرق عن شريك. انتهى. قال ابن الجوزي في "التحقيق": وإسحاق إمام مخرج له في "الصحيحين" ورفعه زيادة وهي من الثقة مقبولة ومن وقفه لم يحفظ. انتهى. ورواه البيهقي في "المعرفة" من طريق الشافعي ثنا سفيان عن عمرو بن دينار وابن جريج كلاهما عن عطاء عن ابن عباسؓ موقوفاً وقال : هٰذا هو الصحيح موقوف وقد روي عن شريك عن ابن ليلى عن عطاء مرفوعا ولا يثبت. انتهى.''

''سب سے پہلے مسند احمد سے امام احمدؒ کی روایت کو سند کے ساتھ نقل کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذخر (ایک خاص قسم کی گھاس) کی ٹہنی سے منی کو اپنے کپڑے سے سونت کر صاف فرماتے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے، اور اگر منی خشک ہو تو اسے کھرچتے تھے، پھر اس کپڑے میں نماز ادا کرتے تھے۔ ایک اور حدیث امام دار قطنیؒ نے اپنی سنن میں اور امام طبرانیؒ نے اپنی معجم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے اس کپڑے کے بارے میں پوچھا گیا جس پر منی لگ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو ناک کی ریزش کی طرح ہے یا تھوک کی طرح ہے، آپ کے لیے یہ کافی ہے کہ آپ کپڑے کے ایک ٹکڑے یا کسی ٹہنی سے اسے پونچھ لیں۔ امام دارقطنیؒ نے اس روایت پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ: شریک سے اسحاق الازرق کے علاوہ کسی اور نے مرفوعاً نقل نہیں کیا، یعنی یہ ان کا تفرد ہے۔ ابن الجوزیؒ نے ''التحقیق'' میں فرمایا کہ: اسحاق الازرق صحیحین کا راوی ہے، ان کا مرفوعاً نقل کرنا زیادتی ہے اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے اور جس راوی نے موقوفاً نقل کیا ہے اس نے اس زیادتی کو حفظ نہیں کیا۔ امام بیہقیؒ نے ''المعرفة'' میں امام شافعیؒ کے طریق سے سفیانؒ سے نقل کیا، وہ عمرو بن دینارؒ اور ابن جریجؒ سے نقل کرتے ہیں، یہ دونوں عطاءؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً نقل کرتے ہیں۔ امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ: یہی صحیح ہے کہ یہ روایت موقوف ہے، جب کہ اسے شریک عن ابن لیلی عن عطاء کے طریق سے مرفوعاً بھی نقل کیا گیا ہے، لیکن یہ مرفوعاً ثابت نہیں۔''

علامہ زیلعیؒ جیسے جلیل القدر فقیہ و محدث کے تعارف اور منہج تخریج کو علی وجہ البصیرت سمجھنے کے لیے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں انتہائی اختصار کے ساتھ علامہ زیلعیؒ کے تعارف کے ساتھ ساتھ ان کے منہج تخریج کا ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ علومِ حدیث کے طلباء اور شائقین کو اس فن سے مناسبت پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کے محسن تمام اہلِ علم خاص طور پر فقہاء و محدثین کو اپنی شان کے مطابق جزاء خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے پوری زندگی اور تمام صلاحیتیں لگا کر اسلامی علوم کو نہ صرف محفوظ رکھا، بلکہ نہایت عمدہ انداز میں اگلی نسلوں کو منتقل کیا۔

حوالہ جات

۱- دیکھیے: أصول التخريج ودراسة الأسانيد، ص:۱۸، البشریٰ، کراچی

۲- دیکھیے: حاشیہ أصول التخريج، ص:۱

۳- حافظ ابن حجرؒ نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے اور اپنی دو کتابوں ''الدراية في تخريج أحاديث الهداية'' (ص:۱۰) اور ''التلخيص الحبير'' (ص:۹) کے مقدمہ میں ''نصب الرأية'' کی تخاریج سے استفادہ کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۴- الرسالة المستطرفة، ص:۱۸۸

۵- اسی نسخہ کا عکس لے کر دار إحياء التراث العربي اور المكتب الإسلامي بيروت اور دار الحديث، أزهر قاهره سے بھی چھاپا گیا ہے۔

۶- یہ جواب بندہ کی طرف سے ہے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....